تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ(التوبہ:112)

توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، (خدا کی راہ میں) سفر کرنے والے، (اللہ کو) رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم دینے والے اور بُری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے، (سب سچے مومن ہیں) اور تُو مومنوں کو بشارت دے دے۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے **"سیرت مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب"**

محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی پیدائش 9 مئی 1939ء کو لاہور میں ہوئی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے، حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کے پوتے، حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ عنہ اور سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ کے بیٹے تھے اور آپ کی شادی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہمشیرہ محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ سابق صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان سے ہوئی۔ آپ کو بزرگ والدین کے ساتھ ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کی تربیت میں پروان چڑھنے کا موقع ملا اور آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی شفقت و محبت اور تربیت سے وافر حصہ پایا۔ حضرت مصلح موعودؓ آپ اور آپ کے بڑے بھائی محترم صاحبزادہ حاجی مرزا خورشید احمد اور آپ کی بہنوں کو اپنے بچوں کی طرح رکھتے تھے لہٰذا انہی نیک اور دینی روایات کو لے کر آپ آگے بڑھے اور جماعتی روایات کے امین بنے رہے۔ آپ کا پہلا نام مرزا سعید احمد رکھا گیا تھا۔ پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کا نام تبدیل کر کے مرزا غلام احمد رکھ دیا اور فرمایا کہ ان کو احمد کہہ کر پکارا جائے۔ اسی نسبت سے آپ "میاں احمد" کے نام سے معروف تھے۔ آپ حقیقت میں اسم با مسمّٰی تھے۔ آپ نے اپنے نام "غلام احمد" کو حقیقت میں سچا کر دکھایا۔ آپ احمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی غلام تھے اور احمد ہندی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھی غلام تھے کیونکہ آپ نے ساری زندگی وفا کے ساتھ خدمت دین میں گزار دی۔

سامعین! محترم مرزا غلام احمد صاحب نے پولیٹیکل سائنس میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ پھر CSS کے امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد بجائے پبلک سروس کمیشن میں جانے کے 9 مئی 1962ء کو زندگی وقف کر دی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کو مینیجنگ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کی خدمات سپرد کی۔ آپ مینیجنگ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے علاوہ سیکرٹری ریویو آف ریلیجنز بھی رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کو یہ بھی فرمایا کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ جو تم نے حاصل کر لی ہے دینی تعلیم بھی حاصل کرو۔ چنانچہ آپ نے حضرت سید میر داؤد احمد صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز سے حدیث اور دینی علوم حاصل کئے۔ حضرت میر داؤد احمد صاحب رشتہ میں آپ کے ماموں بھی تھے۔

سامعین! آپ کا نکاح محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ بنت حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم کے ساتھ 28 دسمبر 1964ء کو حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب نے پڑھا اور 7 اپریل 1966ء کو شادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا۔ جن میں مکرم مرزا فضل احمد صاحب، مکرم مرزا ناصر انعام احمد صاحب، مکرم مرزا ناصر احسان احمد صاحب اور بیٹیوں میں محترمہ امۃ الولی زاہدہ صاحبہ اور محترمہ امۃ العلی زبدہ صاحبہ شامل ہیں۔ آپ کے دو بیٹے واقف زندگی ہیں۔

سامعین! آپ نے 1973ء کے دورہ یورپ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے وفد میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ 1974ء کے ہنگامی حالات میں مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب اور مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی اندرون خانہ خصوصی معاونت کرتے رہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کو بطور ممبر مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مختلف شعبہ جات میں خدمت کا موقع ملا۔ آپ مہتمم مجالس بیرون، مہتمم خدمت خلق، نائب صدر اور چار سال صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عہد خلافت میں آپ کو اس اعزاز سے نوازا کہ آپ سے بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ عہد خدام الاحمدیہ دہروایا اور خود ساتھ کھڑے ہو کر عہد دہرایا۔ اسی طرح مجلس انصار اللہ میں مختلف عہدوں پر خدمات بجالاتے ہوئے صدر مجلس انصار اللہ مقرر ہوئے۔ مکرم مرزا خورشید احمد صاحب کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی اور صدر، صدر انجمن احمدیہ بنایا۔ اس سے پہلے خلافت رابعہ میں بھی کئی دفعہ آپ کو قائمقام ناظر اعلیٰ اور قائمقام امیر مقامی بننے کی توفیق ملی۔ اسی طرح مجلس وقف جدید کے ممبر تھے اور 2016ء سے 18ء تک آپ صدر مجلس وقف جدید بھی رہے۔ فضل عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر تھے۔ اسی طرح جلسہ سالانہ میں آپ کو کئی سال خدمت کی توفیق ملی۔ ڈیوٹیاں دیتے رہے۔ جب تک ربوہ میں جلسے ہوتے رہے یہ بطور نائب افسر جلسہ سالانہ اور ناظم محنت رہے۔ تبرّکات کمیٹی کے صدر رہے۔ رجسٹر روایات صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کمیٹی کے ممبر تھے۔ مجلس افتاء کے ممبر تھے۔ تاریخ احمدیت کمیٹی کے ممبر تھے۔ سیکرٹری خلافت کمیٹی تھے۔

سامعین کرام! آپ ایک جرأت مند اور صاف گو انسان تھے۔ اکتوبر 1989ء میں مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کو C 298 کے ایک مقدمہ میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت ملی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہو رہا تھا اور اس وقت مکرم مرزا خورشید احمد صاحب ناظر امور عامہ تھے۔ وہ ربوہ سے باہر تھے۔ یہ ان کے قائمقام تھے۔ مجسٹریٹ نے ان کو بلایا اور حکم دیا کہ اجتماع بند کرو۔ انہوں نے کہا کہ آپ لوگوں نے ہمیں اجتماع کرنے کی تحریری اجازت دی ہے اب بند کرنے کی بھی تحریری اجازت دے دیں۔ ہم بند کر دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا زبانی حکم ہے۔ تم بند کرو۔ انہوں نے کہا پھر زبانی پہ ہم بند نہیں کریں گے۔ خیر شام کو مرزا خورشید احمد صاحب بھی آ گئے۔ ان کو بلایا۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا اور یہی وجہ ان کی اسیری کا باعث بنی۔

لاہور میں 28ء مئی 2010ء کے واقعہ میں جہاں احمدیوں کی 80 کے قریب شہادتیں ہوئی تھیں۔ اس وقت ناظر اعلیٰ صاحب نے لاہور جماعت کی تسلی کے لئے، شہداء کی فیملیز کو ملنے کے لئے، مریضوں کو دیکھنے کے لئے جو وفد فوری طور پہ لاہور بھجوایا تھا ان کے امیر مرزا غلام احمد صاحب تھے۔ شہداء کو ابھی ہسپتال لے جایا جا رہا تھا کہ یہ لاہور پہنچ گئے تھے اور اگلے تقریباً دو ہفتے تک انہوں نے لاہور میں ہی قیام کیا اور لاہور کے جو انتظامات تھے ان کی خود نگرانی کرتے رہے۔ دارالذکر میں یہ وفد گیا اور بڑی فراست، حکمت اور محنت سے انہوں نے تمام کام سرانجام دیئے اور زخمیوں کے علاج کی نگرانی بھی کرتے رہے اور شہداء کی فیملیوں کے گھروں میں بھی گئے۔ دارالذکر میں اسی دن عاملہ کا اجلاس بلایا اور نئے امیر کا بھی وہاں اعلان کیا۔ مغرب عشاء کی نمازیں آپ نے وہیں پڑھائیں تا کہ لوگوں کو یہ حوصلہ رہے کہ واقعہ ہونے کے بعد یہ نہیں کہ مسجد خالی کر دینی ہے اور جب یہ ہسپتال میں مریضوں کی تیمارداری کے لئے گئے تو اس وقت کے گورنر جناب سلمان تاثیر صاحب وہاں آئے۔ انہوں نے تعزیت کی۔ مرزا غلام احمد صاحب نے ان کی توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ جو حملہ ہوا ہے وہ اس وجہ سے ہوا ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت انگیز مواد کی تشہیر ہو رہی ہے اور بحیثیت گورنر آپ کا فرض ہے کہ اس طرف توجہ دیں۔ اسی طرح جاوید مائیکل صاحب جو اقلیتی امور کے صوبائی وزیر تھے وہ بھی تعزیت کرنے کے لئے آئے۔ یہاں بھی انہوں نے بڑی بہادری سے وزیر موصوف کو کہا کہ آپ تعزیت کے لئے آئے ہیں اس کے لئے ہم آپ کے مشکور ہیں۔ لیکن یہ بات واضح رہے کہ ہم خود کو اقلیت ہرگز نہیں مانتے۔ ہم مسلمان ہیں۔ جس پر وزیر نے عرض کیا کہ دراصل مَیں انسانی حقوق کا بھی وزیر ہوں اور مَیں اس لحاظ سے بھی آیا ہوں۔ آپ نے ان کو کہا کہ اپنی کابینہ میں آپ کو آواز اٹھانی چاہئے اور جماعت کے خلاف جو مہم ہے حکومت کو اس کو ختم کرنا چاہئے۔

سامعین! محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی طبیعت میں رعب و دبدبہ بھی تھا اور ضرورت مند، غریب لاچار و مجبور لوگوں کے لئے انتہائی نرم گوشہ رکھتے تھے ان کے لئے دل پسیج جاتا تھا۔ خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ آواز میں رعب تھا لیکن ذکر حبیب پر یہی آواز گلوگیر ہو جاتی تھی۔ آپ کو جماعت احمدیہ کی تاریخ اور روایات پر عبور حاصل تھا۔ روایات صحابہؓ اور ان کے خاندانوں کا تعارف آپ کو ودیعت کیا گیا تھا۔ آپ جماعتی روایات کا خاص اہتمام کرتے اور انہی روایات سلسلہ کو اپنی گفتگو اور خطابات کا موضوع بھی بنایا کرتے تھے تا کہ نئی نسل ان روایات کی حفاظت کر سکے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت طیبہ کا بیان اور سیرت کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ آپ کی ایک بڑی خوبی تھی۔ اسی طرح صحابہ مسیح موعودؑ کا تذکرہ بھی بڑے ذوق اور شوق سے فرمایا کرتے۔ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی طرف اپنی صدارت انصار اللہ کے زمانہ میں بہت زور دیا کرتے تھے۔ اسی طرح صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے حالات

اور ان کی روایات پڑھنے کے بارہ میں احباب کو توجہ دلاتے۔ آپ کا یہ ذوق اور جنون اس قدر تھا کہ آپ نے سیرت مسیح موعود اور سیرت صحابہ پر موجود کتب کی اشاعت میں بھی ذاتی دلچسپی کے ساتھ حصہ لیا۔ چنانچہ آپ کے دور صدارت انصار اللہ میں ”اصحابِ احمد“ کی اشاعتِ نو ہوئی اور 313 صحابہ حضرت مسیح موعودؑ پر آپ نے کتاب مرتب کروائی۔ سیرت وروایات صحابہ پر مبنی دیگر کئی کتب کی اشاعت بھی آپ نے کروائی۔ مقاماتِ مقدسہ کی تاریخ کے بارہ میں آپ کا علم سندر کھتا تھا۔ آپ نے اس علم کو اپنے تک محدود نہیں رکھا بلکہ ہر سال آپ اپنے خاندان کے بچوں اور دوسرے زائرین کے گروپس کو بھی مقاماتِ مقدسہ کے بارہ میں معلومات بڑی دلچسپی کے ساتھ فراہم کیا کرتے تھے۔ جب قادیان کا سفر کرتے تو درویشوں کے گھروں میں جاتے اور اسی طرح وہاں کے درویشوں کی بیوگان اور یتامٰی کی خدمت کرنے کی کوشش کرتے۔ قادیان پہنچ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جہاں دعا کیا کرتے تھے اکثر وہاں کھڑے ہو کر نوافل پڑھتے تھے۔

سامعین! دکھی انسانیت کی ہمدردی بھی آپ کی سیرت کا نمایاں پہلو تھا۔ مصائب و آلام سے گزرنے والے لوگ دادرسی اور مدد کے لئے آپ کے پاس آتے۔ مختلف النوع حاجت مند آپ کے ہاں حاضر رہتے تھے۔ ان سب کی ضروریات پوری کرنے کے لئے آپ ذاتی و ممکنہ جماعتی ذرائع اختیار کرتے ہوئے ان کے کام آتے اور جب تک ان کی ضرورت پوری نہ ہو جاتی آپ بے چین رہتے۔ بیوت الحمد سوسائٹی کے لئے آپ کی لمبی خدمات تھیں۔ اس سکیم کے ذریعہ بھی آپ کو سینکڑوں خاندانوں کی سکونتی ضروریات براہ راست اپنی نگرانی میں پوری کرنے کی توفیق ملی۔ علمی ضرورت مند بھی آپ کے پاس حاضر ہوتے۔ جماعتی معلومات اور تاریخ کے آپ انسائیکلوپیڈیا تھے۔ علمی جستجو رکھنے والوں کی علمی پیاس بجھانے کے لئے ہمہ تن ہشاش بشاش ہو کر حاضر رہتے۔

آپ کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ رات کے نوافل میں اتنی گریہ وزاری ہوتی تھی کہ گھر گونج رہا ہوتا تھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے، خلیفۂ وقت کے لئے، جماعت کے لئے، ماں باپ کے لئے، بہن بھائیوں کے لئے، بیوی بچوں کے لئے، رشتہ داروں کے لئے دعائیں کرتے تھے اور اپنے نوافل میں سورۃ فاتحہ کی بعض آیات کئی کئی دفعہ دہراتے رہتے تھے۔ اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں سے بہت زیادہ تعلق تھا لیکن کسی سے ناانصافی نہیں کرتے تھے۔ اپنے گھر والوں سے بیوی کی عزت کروائی اور بیوی کا تعلق گھر والوں سے قائم کیا۔ یعنی دونوں رشتوں میں ایک توازن قائم رکھا۔ چھوٹے سے چھوٹا تحفہ بھی کوئی ان کو دیتا تو اس کی شکر گزاری کرتے یا تو اس کو تحفہ کے طور پر لوٹاتے یا گھر جاکے اس کا شکریہ ادا کرتے یا خط لکھ کے شکریہ ادا کرتے۔ ایک خوبی یہ تھی کہ جو کام بھی سپرد کرو جب تک وہ سرانجام نہ دے لیتے چین سے نہیں بیٹھتے تھے۔ علم بھی بہت تھا۔ آپ کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ یادداشت بھی آپ کی خوب تھی۔ کوئی روایت ہو، پرانا رشتہ ہو، میں ان سے پوچھتی تو ان کو یاد ہوتا تھا۔ مجھے سیروں کا شوق تھا تو مالی حالات چاہے اچھے ہوں یا نہ ہوں، طبیعت ٹھیک ہو یا نہ ہو بیوی کا حق ادا کرنے کے لئے سیروں پہ ضرور لے کر جاتے۔

آپ کے بڑے بیٹے مکرم مرزا فضل احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت کے بعد حضور کے خطبہ کی کیسٹ سب سے پہلے آپ کے پاس آتی تھی اور بڑے اہتمام سے آپ سب کو اکٹھا کرتے اور حضور کا خطبہ سناتے تھے۔ پھر ایم ٹی اے آنے کے بعد بھی خطبات سننے کا خاص اہتمام کرتے تھے اور اس بات کو یقینی بناتے تھے کہ سب گھر والے یہ خطبہ سنیں۔ حتی کہ جو گھر میں کام کرنے والے افراد ہیں یا باہر ملازم ہیں ان کو سنانے کے لئے بھی انہوں نے خاص اہتمام کیا ہوا تھا۔ لاؤڈ سپیکر لگایا ہوا تھا یا ٹی وی لگا کے دیا ہوا تھا۔

سامعین! آپ کو جب بھی جماعتی خدمت کے لئے کہیں بھجوایا جاتا تو پھر آپ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ رستے میں تکالیف کیا ہیں۔ ایک دفعہ کسی جماعتی معاملہ میں دو فریقین میں لڑائی ہو گئی تھی۔ ان کی صلح کے لئے ان کو بھیجا گیا اور راستہ بڑا خراب تھا۔ کار آگے جا نہیں سکتی تھی۔ ٹریکٹر ٹرالی پر مرزا خورشید احمد صاحب اور آپ دونوں بیٹھے اور مربیان کو ساتھ بٹھایا اور چلے۔ راستے میں ایک ایسا راستہ آیا کہ ٹرالی کا وہاں سے گزرنا بھی خطرناک تھا۔ وہاں سے پھر اترے اور پیدل چلے اور آخر کار جب اس گاؤں میں پہنچے تو مسجد میں بلا کر فیصلہ دیا۔ انہوں نے دعائیں بھی کیں اور لوگوں کو بھی احساس ہوا ہو گا کہ جب اتنی دُور سے اور مشکل سفر کر کے آئے ہیں تو سالوں کی جو لڑائی تھی اور ان کا معاملہ تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی قربانی اور ان کی دعاؤں کی وجہ سے حل ہو گیا۔

چند سال قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ناظر جماعتوں میں جائیں اور ہر ایک گھر میں جاکے میرا اسلام پہنچائیں۔ آپ کے حصہ میں سندھ آیا۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ واپس آئے تو لنگڑا کر چل رہے تھے۔ میں نے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ ایک گھر کی سیڑھی سے گر گیا تھا۔ جب فضل عمر ہسپتال میں دکھایا گیا تو پاؤں کی چھوٹی انگلی کی ہڈی کریک (crack) تھی اور دوسرے پاؤں کے ٹخنہ میں بھی ذرا سا، ہلکا سا کریک (crack) آیا ہوا تھا یا چوٹ تھی۔ ہلکا سا فریکچر تھا۔ کہتی ہیں میں نے

ان سے پوچھا کہ آپ کو درد نہیں ہوتی تھی۔ کہنے لگے درد تو محسوس ہوتی تھی لیکن کیونکہ خلیفہ وقت کا پیغام گھر گھر پہنچانا تھا۔ اس لئے گیارہ دن بغیر اپنی تکلیف کے احساس کے اپنا کام مکمل کر کے آئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کے بارے میں فرمایا تھا کہ

"یہ ہر دو خلافت کے وفادار ہیں اور میرے وفادار ہیں"

سامعین! مجھ حقیر کو بھی بحیثیت نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ آپ خاموش طبع بظاہر غصیلی طبیعت کے لگتے تھے مگر بہت ہمدرد اور ہر ایک کے خیر خواہ تھے۔ آپ دفتر میں آنے والے ہر کس وناکس سے اُٹھ کر ملتے تھے۔ دفتر آنے پر وقت کے بہت پابند تھے۔ مَیں اسلام آباد پاکستان میں مربّی ضلع کے فرائض انجام دے رہا تھا کہ مکرم مرزا ادریس احمد صاحب (برادرِ اکبر حضرت امیرُ المؤمنین خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ) صاحبِ فراش تھے اور ایک ہسپتال میں داخل تھے۔ جماعت کی طرف سے آپ خدمت پر مامور تھے مَیں نے دیکھا کہ تیمارداری پر آنے والے ہر بندے سے کھڑے ہو کر ملتے ہیں بالخصوص خاندانِ حضرت اقدس علیہ السلام کی خواتین کی آمد پر بہت مؤدب کھڑے ہو کر سلام کرتے۔ ایک خوبی یہ تھی کہ کسی دوست کا کام اگر کسی سے کروانا ہو تا تو پہلے رابطہ کر کے اجازت لیتے جیسے مجھے کسی کی درخواست پر اپنے ایک بزرگ پر کتاب لکھنے کے لئے خاکسار سے فون پر رابطہ کیا اور پھر لکھوانے والے سے حامی بھری۔ اپنے ماتحت کام کرنے والوں کی عزت افزائی اور توقیر کا یہ عالم تھا کہ حضرت خلیفۃُ المسیح الثالثؒ نے ایک وقت طلبہ وطالبات کو تحریک فرمائی تھی کہ وہ مجھے خطوط لکھیں مَیں اپنے دستخطوں سے جواب دوں گا۔ آپ اِس سکیم میں خطوط لکھنے والوں کا ریکارڈ رکھنے اور اُن کے جوابات لکھوانے کے انچارج مقرر ہوئے تھے۔ مجھے بھی اِس سکیم میں آپ کے تحت کام کرنے کی توفیق ملی۔ مَیں اُن دنوں بدّوملہی ضلع سیالکوٹ حال نارووال سے اِس خدمت کے لئے حاضر ہوا تھا۔ ہماری ٹیم کو ایک دوسری ٹیم نے Replace کیا تو دفتر پرائیویٹ سیکرٹری چھوڑتے وقت مکرم میاں صاحب موصوف دفتر میں موجود نہ تھے جس کی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ اچانک اُس دن شام کو ایوانِ محمود کے پاس گزرتے آپ کی نظر مجھ پر پڑی تو میرے پاس آئے سائیکل سے اُترے۔ سلام دعا کی حال احوال پوچھا اور الوداعی ملاقات نہ ہونے پر معذرت کی اور دعاؤں سے رخصت کیا۔

سامعین! مورخہ 4 فروری 2018ء کو ایوان محمود میں خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ کی علمی وورزشی ریلی کی تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب تھے۔ یہ آپ کی آخری پبلک میٹنگ اور صدارت تھی۔

5 فروری کی شب مکرم صاحبزادہ صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوا۔ آپ کو ہسپتال لے جایا گیا جہاں پر آپ جانبر نہ ہو سکے۔ 5 اور 6 کی درمیانی شب تقریباً 12 بجے بعمر 78 سال اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ 7 فروری بروز بدھ آپ کا جسد خاکی مسجد مبارک لایا گیا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب صدر نور فاؤنڈیشن وانچارج ریسرچ سیل ربوہ کو مقرر فرمایا تھا۔ چنانچہ مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر ابن حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ دار الفضل کے قطعہ خاص میں تدفین ہوئی۔ آپ کا جو حضرت مسیح موعودؑ سے روحانی اور جسمانی رشتہ تھا آپ نے ان دونوں رشتوں کی لاج رکھی اور اپنی تمام عمر سایہ خلافت میں اس کے سلطانِ نصیر بن کر گزار دی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں بہت تفصیل کے ساتھ آپ کے اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں فرمایا:

"یہ اس جگہ چلے گئے جہاں ہر ایک نے اپنی باری پر جانا ہے۔ لیکن خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جو خدا کی رضا کے لئے اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں پر قائم رہنے کی اور وہ نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جس طرح انہوں نے وفا کے ساتھ اپنے وقف کو نبھایا اور اپنے سپرد خدمات کو نبھایا اللہ تعالیٰ باقیوں کو بھی نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام واقفین زندگی اور عہدیداران کو بھی چاہئے کہ اسی طرح کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو آئندہ بھی نیک، صالح، فدائیت اور وفا کے ساتھ خدمت کرنے والے کارکنان مہیا کرتا رہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 فروری 2018ء)

اے خدا بر تربت او ابر رحمت ہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

(کمپوزڈ بائی: عائشہ منصور چوہدری۔ جرمنی)

✿✿✿✿